غزل

افسر آغا لکھنوی

جب بھی چھیڑی ہے بات تمہیداً
آپ نے رُخ بدل دیا فوراً !

ہم جو دیکھیں تو جرم ہے شرعاً
آپ دیکھیں تو کچھ نہیں —— سہواً

ہمسفر ہی کی تھی تلاش مجھے
راہ میں آپ کیوں ملے ضمناً

بہرِ ناموسِ عاشقی میں نے
تم سے نظریں بچائی تھیں قصداً

انتظارِ بہار —— طولانی
التفاتِ بہار —— مجبوراً

کہہ اُٹھے مجھ کو وہ بھی سودائی
بات ان تک گئی ہے اندازاً

دستِ سیمیں ہے اب نہ وہ آنچل
پی لیے اشک ہم نے مجبوراً

جانتے ہیں کہ ہے وہی افسر
پھر بھی چندرا رہے ہیں تصدیقاً